کیا ہر انسان کے لیے قرآن پڑھنا ضروری ہے؟

(قرآن کریم میں غور و خوض کی اہمیت)

ڈاکٹر شیخ محمد حسنین*

Sheikh.hasnain26060@gmail.com

کلیدی کلمات: مطالعۂ قرآن، فلاح، سعادت، انسان شناسی، معرفت شناسی، جہان شناسی، ادیان شناسی

خلاصہ

جو لوگ مسلمان نہیں وہ عام طور پر قرآن کو آسمانی کتاب نہیں مانتے لہٰذا قرآن کا پڑھنا ضروری بھی نہیں سمجھتے۔ عملی زندگی میں اکثر مسلمان بھی قرآن کریم کی تلاوت کو خاص اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہر انسان کے لیے قرآن پڑھنا ضروری ہے؟ اس مقالہ میں الہیات، سیاسیات، عمرانیات، انسان شناسی، جہان شناسی، ادیان شناسی اور اسلام شناسی کے منظر سے قرآن کریم کے مطالعہ کی ہر انسان کے لیے اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

لیکن اس مقالے کا مدعی یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت اور افادیت کو فلسفۂ دین کے منظر سے فقط دین سے انسان کی توقعات کے قالب میں منحصر نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کا مطالعہ ان تمام جہات کے لحاظ سے ضروری ہونے کے علاوہ کئی ایسی جہات کے لحاظ سے بھی ضروری ہے جن کا ہم فہم اور توقع بھی نہیں رکھتے۔

قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت

جو لوگ مسلمان نہیں وہ تو عام طور پر قرآن کریم کا پڑھنا ضروری ہی نہیں سمجھتے۔ اس کی عمدہ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کو نہ آسمانی کتاب مانتے ہیں اور نہ ہی بشری رہنمائی اور ہدایت کی کتاب مانتے ہیں۔ رہے مسلمان تو وہ اگرچہ اجمالی طور پر قرآن کریم کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کو ہدایت کی کتاب بھی مانتے ہیں لیکن عملی زندگی میں مسلمانوں کی اکثریت بھی نہ تو قرآن کریم کی تلاوت کو خاص اہمیت دیتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے کلمات و آیات میں غور و خوض کرتی ہے۔ بلکہ اگر اظہار کی جرأت عطا ہو تو کئی مسلمان بھی یہ سوال پوچھ لیں کہ کیا قرآن کا پڑھنا اور قرآنی آیات و کلمات میں غور و خوض ضروری ہے؟ اس مقالہ میں اسی سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے اور مقالے کا دعوی یہ ہے کہ قرآن کریم کا پڑھنا اور قرآنی مطالب میں غور و خوض نہ فقط مسلمانوں بلکہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر انسانوں کو قرآن کریم میں غور و خوض کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو نہ تنہا مسلمان بلکہ غیر مسلمان بھی قرآن کے مطالب کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ جو لوگ قرآن کریم نہیں پڑھتے یا پڑھتے بھی ہیں تو تنہا اخروی ثواب کی خاطر اور قرآنی تعلیمات میں غور و خوض نہیں کرتے، دراصل یہ لوگ قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت اور اس کی آیات میں غور و خوض کی اہمیت کا تفصیلی فہم نہیں رکھتے۔ اگر لوگوں کو قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت معلوم ہو جاتی تو یقیناً قرآن کریم کے کلمات و آیات میں تأمل اور غور و خوض کی زحمت

---

*۔ محقق، استاذ فلسفہ اسلامی، ڈائریکٹر نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بھارہ کہو، اسلام آباد۔

اٹھاتے اور روزمرہ زندگی میں قرآن کریم سے عملی رہنمائی حاصل کرتے۔ لہٰذا موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں ہم قرآن کریم کے فہم اور اس کے مطالب میں غور وخوض کی اہمیت کے حوالے سے چند نکات بیان کرتے ہیں:

1. قرآن کریم، کائنات کے خالق کا کلام ہے اور اس کی آیات میں خالق ہستی کی معرفت کا کامل ترین بیان ہے۔ لہٰذا عالم ہستی کے مبداء (Origin) کی شناخت کی تمنا رکھنے والا کوئی بھی انسان، قرآن کریم کی آسمانی حیثیت پر ایمان رکھتا ہو یا اس کا منکر ہو، کسی صورت میں قرآنی آیات میں غور وخوض سے غنی نہیں ہے۔ کیونکہ کائنات کی نہائی حقیقت (Ultimate Reality) کا سب سے عالی بیان تنہا قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔ قرآن خالق کائنات کی معرفت کے بیان میں تمام زمینی اور آسمانی کتب پر فوقیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر توحید پرست انسان اور بالخصوص ایک ایسے انسان کے لیے جو قرآن کریم کی آسمانی اور وحیانی حیثیت پر یقین رکھتا ہے، اس کے لیے قرآنی آیات میں غور و خوض اس لیے ضروری ہے کہ قرآن، خالق ہستی کا کلام ہے۔ اس کی آیات کی تلاوت اور ان میں غور وخوض، Divinity کے ہر طالب علم کے لیے ضروری، خالق و مخلوق کے باہمی رابطے کا تنہا ذریعہ اور بندے کے لیے اپنے خالق کے ساتھ ہمکلامی کے مترادف ہے۔

قرآن کریم کی آیات کی تلاوت اور ان میں غور وخوض ایک سالک الی اللہ کے لیے اس قدر لذت بخش ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کے دوران خود کو بارگاہ الٰہی میں حاضر پاتے ہوئے گویا یوں محسوس کرتا ہے کہ یہ کلام خود اسی پر نازل ہو رہا ہے۔ وہ جب کسی ایسی آیت پر پہنچتا ہے جس میں مؤمنین سے خطاب ہو تو: "لبیک اللھم لبیک" کہتا نظر آتا ہے۔ اور جب کسی عذاب کی آیت کی تلاوت کرتا ہے تو پناہ مانگتا نظر آتا ہے۔ پروردگار عالم قرآن کریم کے ایسے قاریوں کو اپنے ساتھ ہمکلامی کی لذت اور مقام عطا فرماتا ہے۔ قرآنی آیات میں غور وخوض انسان کو اللہ تعالی کا برگزیدہ بندہ بنا دیتا ہے:

إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي (اعراف/۱۴۴)

ترجمہ: "بیشک میں نے تمہیں لوگوں پر اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ذریعے برگزیدہ فرمایا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جس نے کلام الٰہی سے تأمل کیا، وہ خدا کا برگزیدہ بنا۔

2. اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی بھی دین و مذہب اور مکتب و مسلک کا ماننے والا انسان، سعادت (Welfare)، خیر (Good) خوشی (Pleasure) اور نجات (Salvation) کے نسخوں کی تلاش میں ہے۔ سعادت اور خوشی کی تلاش کسی خاص مسلک کا نہیں بلکہ پوری انسانیت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ لہٰذا کسی بھی انسان کو کسی متن میں خیر و سعادت، خوشی اور نجات کا نسخہ میسر ہونے کا امکان نظر آئے تو وہ اس متن کا مطالعہ ضروری سمجھتا ہے اور اس میں کافی غور وخوض کرتا ہے۔ انسانی سعادت اور خوشبختی کے جتنے نسخے بھی آج تک لکھے گئے ہیں، لوگوں نے بلا تفریق ملت و مذہب ان کے مطالعہ کو اہمیت دی ہے۔ ایسے میں قرآن کریم کا دعوی یہ ہے کہ اس کی تعلیمات سعادت بخش، مایۂ خیر و برکت، خوشبختی کا سرچشمہ اور انسان کو ہر بدبختی سے نجات عطا کرنے والی ہیں۔

قرآن کریم کی آیات میں تقریبا ۲۰۰ بار انسانی خیر و فلاح اور سعادت و شقاوت کے درست و نادرست معیار بیان ہوئے ہیں۔ قرآن نے زندگی میں کامیابی (الفوز) کا ایک خاص معیار دیا ہے۔ قرآن میں انسانی معاشروں پر حاکم ابدی قوانین کا بیان ہے؛ ایسے قوانین کہ جن سے لاعلمی اور لاتعلّقی، انسانی معاشروں پر حاکم ابدی اور پائیدار قوانین سے لاعلمی کے مساوی ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی یہ چاہتا ہے کہ اسے انسانی خیر و سعادت اور خوشبختی و نجات کے ابدی قوانین سے آگہی حاصل ہو تو اس کے لیے مغرب و مشرق کے فلاسفرز اور دانشوروں کی تالیفات کے مطالعہ سے قرآن کریم کے مطالعہ زیادہ اہمیت دینا چاہیے۔ یقینا قرآنی تعلیمات انسانی سعادت و شقاوت کے ابدی قوانین کا ایک عالی ترین بیان ہیں اور ان قوانین سے آگہی انسان کی دنیاوی بہتری اور اخروی سعادت و نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن کریم افراد کی خیر و سعادت کے بیان کے ساتھ ساتھ، معاشروں کی سعادت کے قوانین بھی بیان کرتا ہے۔

3. قرآن کریم امتوں اور تہذیبوں کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے کامیاب معاشرتی زندگی کے ابدی اصول بتاتا ہے۔ قرآن کریم تہذیب حاضر کے ہر دلفریب مظہر کو انسانی تہذیب کا نمائندہ قرار نہیں دیتا۔ قرآن ایسی کئی تہذیبوں کا تذکرہ کرتا ہے جو انسانی تہذیبیں نہ تھیں۔ جب یہ تہذیبیں وجود میں آئیں تو انسان نابود ہو گیا۔ یہ جاننے کے لیے کہ کس تہذیب و تمدن میں انسانیت پروان چڑھتی ہے اور کونسی تہذیب انسانیت کی نابودی کا سبب بنتی ہے، قرآنی آیات و کلمات میں غور و خوض بہت ضروری ہے۔ بلکہ تہذیبوں کی جنگ کے موجودہ دور میں قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت میں اس لیے بھی مزید اضافہ ہو گیا ہے کہ قرآن اس معرکہ میں فتح یابی کے بنیادی اصول بتاتا ہے۔خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کا مطالعہ نہ فقط ہر مسلمان کے لیے، بلکہ ہر انسان کے لیے، نہ فقط ہر عالم اور دینی اسکالر کے لیے، بلکہ ہر سیاستدان اور ڈپلومیٹ کے لیے، نہ فقط خواص کے لیے، بلکہ عوام کے ہر ہر فرد کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ حقیقی سعادت، فلاح، خوش بختی اور نجات سے ہمکنار ہو سکیں۔
4. ہر انسان ذاتی اور جبلی طور پر ایک پرسکون زندگی کا طلبگار ہے۔ ہر انسان فتنوں اور فساد سے بچنا چاہتا ہے۔ ہر شخص اطمینان قلب کی تلاش میں ہے۔ کون ہے جسے قلبی سکون گوارانہ ہو؟ لیکن بدقسمتی سے ہر دور اور خصوصی طور پر موجودہ دور، انسانیت کے لیے فتنوں سے پر دور ہے۔ یہ دور حقیقی معنوں میں ایک پُرآشوب دور ہے۔ سکون قلب کی دولت تو کسی کو میسر ہی نہیں ہے۔ عصر حاضر کا ایک بہت بڑا معنوی بحران، نفسیاتی دباؤ، اضطراب اور Depression ہے۔ بلڈ پریشر اور امراض قلب جیسی امراض میں غیر معمولی اضافہ مشینی دور کی پیدوار ہے۔ عالمی سطح پر تہذیبوں کی جنگ، سیاسی بد نظمی، اقتصادی بحران ہر انسان کو متاثر کر رہے ہیں۔ایسے میں بنی نوع بشر کے لیے قرآن کریم کی تعلیمات میں غور خوض سکون قلب کا بہترین نسخہ ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات ہر مضطرب دل کو سکون و اطمیان مہیا کرتی ہیں۔ 1 چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد/۲۸)

ترجمہ: "جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

5. قرآن کریم کی آیات میں تامل انسانوں کو اجتماعی سطح پر بھی فتنوں سے نجات دلاتا ہے۔ بدقسمتی سے آج عالم اسلام کے اندر فرقوں اور مسلکوں کی جنگ نے مسلم امت کو جن فتنوں میں مبتلا کر دیا ہے، ان فتنوں سے نجات کا تنہا راستہ قرآن کریم کی طرف رجوع، قرآن کریم کو حاکم ماننا اور قرآن کریم کی آیات و کلمات میں تامل اور غوروخوض ہی ہے۔ کیونکہ جب اسلام کی فرقہ وارانہ تفسیریں ایک حقیقت طلب مسلمان پر حق و باطل کی تشخیص مشکل بنادیں تو قرآن کریم کی تعلیمات کی حق کو باطل سے جدا کرنے میں بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ سرکار انبیاء ﷺ کا فرمان ہے:

۔۔۔ فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانه شافع مشفع و ماحل مصدق و من جعله امامه قادہ الی الجنة و من جعله خلفه ساقه الی النار و هو الدلیل یدل علی خیر سبیل۔۔۔ ینج من عطب و یتخلص من نشب فان التفکر حیاة القلب البصیر کما یمشی المستنیر فی الظلمات بالنور۔۔۔ 2

ترجمہ: "یعنی: پس جب فتنے کالی رات کے تاریکیوں کی مانند تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیں تو قرآن کی پناہ لو، کہ قرآن ایسا شافع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا سفارش کرنے والے ہے جس کی سفارش کی تصدیق ہوتی ہے اور جس نے قرآن کو اپنا امام بنایا اور اس کے پیچھے چلا اسے قرآن جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن پر سبقت لی قرآن اسے ہانکتا ہوا جہنم لے جائے گا۔ اور قرآن بہترین راستے کی رہنمائی کرنے والے علامت ہے۔۔۔ جو ہلاک ہو رہا ہو قرآن اسے نجات

عطا کرتا ہے اور جو راہ نجات نہ پاتا ہو قرآن اسے چھٹکارہ عطا کرتا ہے۔ یقیناً غور و خوض بصیر قلب کی حیات ہے جس طرح اندھیروں میں چلنے والا روشنی کی مدد سے چلتا ہے۔۔۔"

6. آپ ﷺ کی بعض روایات میں قرآن کریم کو ثقل اکبر قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

الاکبر منهما کتاب الله، طرف بید الله تعالی وطرف بایدیکم فتمسکوا به، ولاتزلوا و تضلوا۔۔۔
ترجمہ: "(ثقلین میں سے ثقل) اکبر اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک کنارا اللہ تعالی کے ہاتھ میں اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس اسے تھام لو کہ نہ لڑکھڑاؤگے، نہ گمراہ ہوگے۔"[3]

لہٰذا اس پرآشوب دور اور اندھیر نگری میں جہاں ایک عام انسان کے لیے سکون قلب کی دولت میسر نہیں اور ایک مسلمان کے لیے نہ سکون قلب ہے، نہ حق و باطل کے درمیان تشخیص کا کوئی واضح معیار تو ان حالات میں قرآن میں غور و خوض اور قرآن کے دامن میں پناہ لینا انسان کے لیے اس پریشان کن حالت سے نکلنے کا تنہا راستہ اور راہ حل ہے۔

دین و مذہب اور مسلک و مکتب کی قید و بند سے نکل کر خالص انسانی بنیادوں پر ایک اور زاویے سے بھی قرآن کریم کی آیات میں غور وخوض ضروری ہے۔ انسان ایک معاشرتی موجود یا Social Being ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوسائٹی میں رہنا اور سوسائٹیاں بنانا اس کا خاصا ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں ہے کوئی انسانی سوسائٹی کسی نظام کے بغیر نہیں چل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ عالمی سطح پر ہزاروں دانشور ایسی مباحث میں الجھے رہے ہیں جن کا مدار و محور یہ ہے کہ تعلق انسانی معاشروں کا نظم و نسق کیسے چلایا جائے۔ لیکن علم و دانش کی تاریخ میں عالمی سطح پر کئی بنیادی موضوعات پر فیصلہ کن نتائج حاصل کر لینے کے باوجود بدقسمتی سے علماء، فلاسفرز، دانشور اور سائنسدان انسانی معاشرے کے نظم و نسق اور نظام کے حوالے سے آج تک کوئی فیصلہ کن نظریہ کشف نہیں کر سکے۔

آج جغرافیا، بیالوجی، ریاضیات، فزیکس، کیمیا، اقتصادیات، جیسے بیسیوں علوم میں بنیادی مسائل حل شدہ ہیں لیکن انسانی معاشرے کے نظم و نسق کے حوالے سے بعض بالکل بنیادی سوالات کا قطعی جواب نہیں دیا جاسکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس موضوع کا براہ راست انسان شناسی (Anthropology) سے گہرا تعلق ہے جو کہ ایک انتہائی پیچیدہ موضوع ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب تک انسان شناسی کے باب میں علم و دانش کا قافلہ کسی آخری منزل پر نہیں پہنچ جاتا اور جب تک انسان شناسی کے باب میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کر لی جاتی، انسانی سوسائٹی کے نظم و نسق کے باب میں بھی کوئی فیصلہ کن نظریہ نہیں دیا جا سکتا۔

لہٰذا انسانی معاشروں کا نظام چلانے کے لیے سیاست (Politics) کی بحث ہو یا اقتصادیات کی بحث، انسانی حقوق (Human Rights) کی بحث ہو یا تہذیب و تمدن کی بحث، جرم و جنایت کا معاملہ ہو یا قضاوت اور عدالت کے امور، غرضیکہ کوئی بھی ایسی بحث جس کا موضوع انسان اور انسانی معاشرے کی تدبیر سے وابستہ ہے، اس وقت تک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی جب تک انسانی حدود، انسانی ماہیت یا دوسرے الفاظ میں انسان شناسی کی بحث میں کوئی حتمی رائے سامنے نہ آجائے۔ اس لیے کہ ان مباحث میں یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ انسان کی ماہیت کیا ہے؟ انسانیت کی حدود کیا ہیں؟ وہ کونسی حد ہے جس کے اندر رہتے ہوئے لوگ، انسان کہلاتے ہیں اور ان پر ایک طرف انسانی فرائض لاگو ہوتے ہیں اور دوسری طرف وہ انسانی حقوق کے مستحق قرار پاتے ہیں؟ اور وہ کونسی حد ہے جس سے عبور کرنے پر لوگ انسانی حدود سے گر جاتے ہیں اور پھر ان سے نہ انسانی فرائض کی ادائیگی کی توقع رکھی جا سکتی ہے اور نہ ہی وہ انسانی حقوق کے مستحق ٹھہرتے ہیں؟ نتیجہ یہ کہ انسانی معاشرے کی تدبیر میں کوئی حتمی فیصلہ یا کوئی عالمی نظام اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک انسانی ماہیت کی کوکھ تک رسائی حاصل نہ کر لی جائے۔

اگر یہ نکتہ واضح ہو جائے تو قرآنی آیات میں غور وخوض کی اہمیت بہت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم انسان شناسی کے باب میں فیصلہ کن بیان رکھتا ہے۔ قرآن کا انسانی حدود اور انسانی حقوق کا اپنا بیان ہے۔ قرآن کریم انسانی حدود کے باب میں خاص نقطۂ نظر رکھتا ہے اور دو ٹانگوں والے سیدھی قامت کے ہر ذی روح شخص کو انسان قرار نہیں دیتا۔ بلکہ قرآن کے مطابق کئی لوگ انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت کے درجے میں پہنچ جاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو حیوانیت کے درجے سے بھی گر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن اعلان فرماتا ہے:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (اعراف/۱۷۹)

ترجمہ: "اور بیشک ہم نے جہنم کے لئے جِنّوں اور انسانوں میں سے بہت سے (افراد) کو پیدا فرمایا؛ وہ دل (و دماغ) رکھتے ہیں مگر وہ ان سے (حق کو) سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور وہ آنکھیں رکھتے ہیں مگر وہ ان سے (حقائق) کو دیکھتے نہیں اور وہ کان رکھتے ہیں مگر حقیقت پر کان دھرتے نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ ہی غافل ہیں۔"

اسی طرح قرآن کریم انسانی حقوق اور تکالیف (Human Rights & Responsibilities) کے باب میں بھی خاص نقطۂ نظر رکھتا ہے۔ اور انسانی حقوق کا کوئی عالمی چارٹر بنانے سے پہلے انسانی حدود، انسانی حقوق اور انسانی ذمہ داریوں کا قرآنی نقطۂ نظر سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی حقوق کا کوئی فلسفہ اور بیان اس وقت تک ناقص ہے جب تک انسانی حدود کا دقیق تعین نہ کر لیا جائے اور انسانی حدود کی تعیین یا دوسرے الفاظ میں "انسان شناسی" میں قرآنی تعلیمات ہماری بہترین رہنمائی کر سکتی ہیں۔ لہٰذا ہر دانشور، انسان شناسی کے باب میں قرآنی آیات و کلمات میں غور وخوض کا محتاج ہے۔

جہاں انسان ایک معاشرتی موجود یا دوسرے الفاظ میں (Social Being) ہے، وہاں وہ ایک ذمہ دار موجود یا (Responsible Being) بھی ہے۔ قرآن کریم کے مطابق انسان کی ایک اساسی خصوصیت اس کی مسوئلیت ہے۔ قرآن کریم نے انسان کی اس خصوصیت کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے اور کم وبیش ۸ مقامات پر انسان سے عہد لینے اور انسان کے عہد دینے کی بات کی ہے اور ۵۰ کے مقامات پر انسانی عہد و پیمان پر بات ہوئی ہے۔ گویا ہر انسان اپنے کاندھوں پر چند اساسی ذمہ داریاں لیے دنیا میں آتا ہے۔ ان ذمہ داریوں میں سے ایک بنیادی ذمہ داری، انسانی خودی (Human Ego) یا سادہ الفاظ میں انسانیت کی حفاظت ہے۔ کیونکہ انسانیت، انسانی خودی کی حفاظت سے وابستہ ہے۔ ایک شخص سے تنہا اسی صورت میں انسانی اقدار کی پابندی کی توقع کی جا سکتی ہے جب اس میں انسانیت باقی ہو یا پیچیدہ الفاظ میں اس کی خودی، انسانی خودی ہو۔

لہٰذا انسان کی معاشرتی زندگی (Social Life) کی تدبیر سے قطع نظر اور اس امر سے قطع نظر کہ کون کس دین ومذہب کی پیروی کرتا ہے، انسانی اقدار (Human Values) کا پابند رہنے اور شرافت مندانہ انسانی زندگی گذارنے کے لیے بھی ہر انسان کے لیے قرآنی آیات میں غور وخوض انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ جب لوگ خواب غفلت میں ڈوب کر اپنی خودی کو بھول جاتے ہیں تو قرآن کریم انہی خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے۔ آج اگر لوگوں کے رویوں پر انسانی اقدار کی بجائے حیوانی اغراض حاکم ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ لوگ خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں: "اکثرھم الغافلون"۔ اس غفلت کے نتیجے میں اپنی خودی کو بھول چکے ہیں۔ ایسے میں قرآن کریم کا یہ انتباہ انہیں بیدار کرتا ہے کہ: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (الحشر/۱۹)

ترجمہ: "اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھلا بیٹھے تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے خود ان کو ان کی یاد سے بھلا دیا؛ یہی لوگ نافرمان ہیں۔"

انسانی خودی کے دائرے سے نکل جانا، انسانیت کی موت کے مترادف ہے۔ اس پر مزید شومیٔ قسمت یہ کہ عصرِ حاضر کا انسان اتنا غافل ہے کہ خودی جیسی اپنی قیمتی گم گشتہ متاع کی تلاش میں نظر بھی نہیں آتا۔ لوگوں کی اس غفلت پر حضرت علی علیہ السلام درج ذیل الفاظ میں تعجب اور افسوس کا اعلان فرماتے ہیں:

عجبت لمن ینشد ضالته وقد اضل نفسه فلا یطلبها[4]

ترجمہ: "مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو اپنی گم گشتہ متاع کو تو ڈھونڈتا پھرتا ہے جبکہ اس کا اپنا نفس گم ہو چکا ہے اور وہ اس کی تلاش میں نہیں ہے۔"

لیکن اس سب کچھ کے باوجود قرآن کریم میں یہ اعجاز پایا جاتا ہے کہ وہ خوابِ غفلت میں ڈوبے لوگوں کو ان کی خودی (Ego) یاد دلاتا ہے۔ قرآن کریم مردہ انسانوں کو زندگی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (انفال/۲۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب (بھی) رسول تمہیں حیات بخش باتوں کی طرف بلائیں تو اللہ اور رسول کی دعوت پر لبیک کہو اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک نام "**ذکر**" ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (یس/۶۹)

ترجمہ: "اور ہم نے انہیں شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی یہ اس کے شایانِ شان ہے؛ یہ تو بس یاد آوری ہے اور روشن قرآن ہے۔"

خلاصہ یہ کہ اکثر لوگ اپنی خودی کو بھول جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات میں غور و خوض انسان کو اس کی خودی یاد دلاتا ہے۔ قرآن کریم کی آیات میں انسانی خودی کے خدوخال کا کامل نقشہ ایک مؤمن انسان کی خصوصیات کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اگر ایک شخص کو یہ خیال آجائے کہ اس کی خودی گم گشتہ ہے اور وہ اسے ڈھونڈنا چاہے تو اسے اپنی اصیل انسانی فطرت کے نمایاں خدوخال قرآن کریم کی آیات میں مل سکتے ہیں۔ پس اس غرض و غایت سے بھی قرآنی آیات و کلمات میں غور و خوض انتہائی ضروری ہے۔

7. انسانی علم و معرفت کے باب میں کوئی قابل قبول نظریہ اپنانے کے لیے بھی قرآن کریم کی آیات میں غور و خوض ضروری ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم Epistomology کے باب میں خاص نقطۂ نظر رکھتا ہے۔ قرآن کریم کا کھلا اعلان ہے کہ: ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ/۲)

ترجمہ: "(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔"

بنابراایں، قرآن یقینی معرفت ارمغان میں لاتا ہے۔قرآن شک وتردید کی وادیوں میں غرق ہونے سے بچاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کی منطق میں دینی معرفت یقین آور ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق انسانی معرفت کا دائرہ کار فقط مادیات میں منحصر نہیں بلکہ انسان غیر مادی اور ماوراء الطبیعی امور کی بھی یقینی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ بہر حال، قرآن کریم کے نظریۂ معرفت کا فہم، حقیقت بینی کے اصولوں تک رسائی کا بنیادی عنصر اور Epistomologyکے باب میں کسی قاطعانہ نظریہ تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔5

قرآن کریم قرآن شناسی، جہان شناسی (Ontology) کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے۔ قرآن متن کا ہر جزو، اپنے اندر انسانی ہدایت کے چراغ لیے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین علماء کی نظر میں قرآن کریم میں بشری ہدایت کو تلاش کیا جانا چاہیے نہ کہ سائنسز اور بشری علوم کو۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود یہ بات بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے بشری ہدایت کے بیان میں کثیر مقامات پر جہانی حقائق کو گواہ اور شاہد کے طور پر پیش کیا ہے اور جہاں قرآن کریم نے تشریعی آیات Prescribtive Verses بیان کی ہیں وہاں اس کی آیات میں تکوین کی توصیف بھی بیان ہوئی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح قرآن کی تشریعی آیات حتمی ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی توصیفی آیات Descriptive Verses بھی عینی یاConcert حقائق کا بیان ہیں۔ لہٰذا عالم کائنات اور عالم عینیات کو سمجھنے میں قرآنی آیات میں غور وخوض، انسانوں کے تحریر کردہ سائنسز کے کسی متن کے مطالعہ سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ خود قرآن کا بیان ہے کہ:

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (النمل/۷۵)

ترجمہ: "زمین وآسمان میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں مگر یہ کہ (وہ) روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے۔"

لہٰذا اگر کسی انسان میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہو کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہو تو اسے اس کتاب کی وراثت مل جاتی ہے اور جسے کتاب کی وراثت مل گئی اس پر جہان شناسی کے سب راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس حوالے سے بعض معصومین علیہم السلام کا فرمان ہے کہ:

فنحن الذين اصطفانا الله عزوجل و أورثنا هذا الذی فيه تبيان كل شئی6

ترجمہ: "تو ہم ہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ عز و جل نے منتخب فرمایا اور ہمیں اس کتاب کا وارث بنایا جس میں ہر شئے کا بیان ہے۔"

قرآن کریم کے تمام بشری علوم وفنون کا نعم البدل ہونے کے حوالے سے بعض علماء نے حضرت علی علیہ السلام کے درج ذیل بیان سے استفادہ فرمایا ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:

واعلموا انه ليس على احد بعد القرآن من فاقة ولا لاحد قبل القرآن من غنى[7]

ترجمہ: "جان لو کہ قرآن سے آشنائی کے بعد کوئی تنگدست نہیں رہتا اور قرآن سے آشنائی سے قبل کوئی تونگر نہیں بنتا۔"

اس فرمان کی روشنی میں تمام بشری علوم وفنون کے حصول کے باوجود اگر ایک انسان قرآن کریم کا فہم نہیں رکھتا تو وہ علم کی دنیا کا فقیر ہے۔ اس کے برعکس، اگر ایک شخص کے پاس بشری علوم وفنون نہ ہوں، لیکن قرآن کریم کی تعلیمات سے آشنا ہو تو ایسا شخص علم کی دنیا میں کم از کم فقیر نہیں ہو سکتا۔

ادیان شناسی کی غرض وغایت سے بھی ہر دین شناس کے لیے ایک بیرونی زاویے (OuterAngle) سے قرآن کریم کے کلمات وآیات میں غور وخوض بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ادیان شناسی کا کوئی استاد اس وقت تک ادیان کے تقابلی جائزہ لینے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک

قرآن کریم کی آیات میں غور و خوض کے ذریعے ادیان کی تاریخ نہ دیکھ لے۔ ایک تحقیق طلب انسان کو کئی باطل ادیان کا بیان قرآن میں مل سکتا ہے۔ اسی طرح اسلام شناسی میں بھی ایک اندرونی زاویے (InnerAngle) سے قرآن کریم میں غور و خوض ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام شناسی کے دو بنیادی متن ہیں۔ ایک قرآن کریم اور دوسرا رسول اکرم ﷺ کی سنت۔ لیکن بد قسمتی سے اسلام شناسی کا دوسرا اہم منبع یعنی سنت رسول اکرم ﷺ وضع اور جعل سے محفوظ نہیں رہا۔ یہاں تک کہ خود سرکار رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے:

ایها الناس! قد کثرت علی الکذابة فمن کذب علی متعمدا فلیتبواء مقعده من النار[8]

ترجمہ: "اے لوگو! مجھ پر افتراء ، باندھنے والے بہت ,بڑھ گئے ہیں؛ جان لو! جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ ، باندھا وہ آگ میں اپنا ٹھکانہ آمادہ کر لے۔"

اس کے برعکس، قرآن کریم اسلام شناسی کا تنہا وہ منبع ہے جو وضع اور جعل سے بالکل محفوظ ہے اور قرآن کریم کا تحریف سے محفوظ ہونا مسلمان امت کے ہاں ایک مسلمہ امر ہے اور اگر کہیں تحریف کی کسی نے بات کی ہے تو وہ یا تو بے بنیاد اور محض مخالفین پر تہمت لگانے کی احمقانہ کوشش ہے یا پھر غیر تحقیقی اور جاہلانہ موقف ہے۔ قرآن کریم نہ تنہا وضع اور جعل کے ہاتھوں سے محفوظ ہے بلکہ قرآن کریم واقعی اور جعلی احادیث کی شناخت کا معیار بھی ہے۔ کیونکہ دین مبین اسلام کے حقیقی پیشواؤں نے ہمیشہ احادیث کو قرآن کریم کی کسوٹی پر پرکھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فای حدیث ذکر مخالف لکتاب الله فلاتاخذوا به فلیس منا[9]

ترجمہ: "پس جو حدیث بھی اللہ کی کتاب کے مخالف ذکر کی جائے اسے مت لو کیونکہ ایسی حدیث ہم سے نہیں ہو سکتی۔"

اسی طرح ائمہ دین علیہم السلام کی وہ روایات بھی اس امر پر بہترین شاہد ہیں جن میں کسی بھی ایسی روایت کو لینے سے روکا گیا ہے جو اللہ کی کتاب سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے:

مایخالف القرآن فلاتأخذ[10] ترجمہ: "جو روایت قرآن کے مخالف ہو اسے مت لو۔"

پس صحیح سنت کو خدشہ دار اور جعلی سے جدا کرنے کا تنہا معیار قرآن کریم ہے اور اس غرض و غایت سے بھی قرآنی آیات میں غور و خوض بہت ضروری ہے۔

8. قرآن فہمی اثر بخش ہے۔ قرآن کریم میں یہ تأثیر پائی جاتی ہے کہ قرآنی تعلیمات کے ذریعے انفس و آفاق کو تسخیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر انسان سچے دل سے قرآن کا مخاطب بنے تو وہ قرآن کے نور سے نہ فقط اپنے اندر کی دنیا اور اپنے سرکش نفس کو بلکہ اپنے باہر کی دنیا کو بھی تسخیر کر سکتا ہے۔ قرآن کی آیات میں غور و خوض اور ان پر عمل انسان کو اس مقام تک لے جا سکتا ہے کہ قرآن کی قوت سے ایک مؤمن انسان، پوری کائنات مسخر کر لے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ (الرعد/۳۱)

ترجمہ: "اگر قرآن سے پہاڑوں کو چلایا جاتا یا اس سے زمین (کے سفر) طے کیے جاتے یا مردوں سے گفتگو کی جاتی۔"

اس آیۂ شریفہ سے ایک معنی یہی اخذ ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی قوت و برکت سے کائنات کی تسخیر ممکن ہے۔ اس حوالے سے الکافی میں مرحوم کلینی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

۔۔۔ وقد ورثنا نحن هذا القرآن الذی فيه ما تسير به الجبال و تقطع به البلدان و تحی به الموتى[11]

ترجمہ: "اور ہمیں اس قرآن کی وراثت عطا کی گئی ہے جس میں وہ اثر پایا جاتا ہے کہ جس سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹایا جا سکتا ہے، ملکوں کی مسافتیں (آن کی آن میں) طے کی جا سکتی ہیں اور مردوں کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔"

9. اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا تمام وجوہات اور جہات کی بنیاد پر قرآن کریم کا پڑھنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ لیکن یہ بات بھی واضح رہے کہ ان وجوہات کے بیان میں بشری ضروریات کے مد نظر قرآن کریم کے مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ فلسفۂ دین (Philosophy of Religion) کی ابحاث کی روشنی میں مذکورہ بالا وجوہات کافی حد تک "انسان کی دین سے وابستہ توقعات" کا بیان ہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ادیان الٰہی اور بالخصوص دین اسلام کا مطالعہ تنہا دین سے انسان کی توقعات کی روشنی میں نہ کیا جائے۔ بدقسمتی سے آج فلسفۂ دین کی ابحاث میں ادیان کی تعلیمات کو ادیان سے انسان کی توقعات کے پیمانے پر تولا جارہا ہے۔ یہ دین کی حقیقت کو ایک آنکھ سے دیکھنے کے مترادف ہے۔ ایک کامل دین وہ نہیں جو انسان کی توقعات پوری کر دے بلکہ کامل دین وہ ہے جو انسان کی وہ سب ضروریات پوری کرتا ہو جن کا انسان کو ادراک ہے یا ادراک نہیں ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کریم کا مطالعہ اگرچہ مذکورہ بالا دلائل و وجوہات کی روشنی میں ہر انسان کے لیے ضروری ہے لیکن ایسا نہیں کہ قرآن فقط انہی بشری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ قرآنی تعلیمات ایک عمیق سمندر ہیں جن کی گہرائی میں ایک قاری جس قدر اترتا جائے اس پر ہر قدم پر نئے خزانے دریافت ہوتے ہیں۔ ایسے خزانے جن کا وہ وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ پس ہر انسان کے لیے مذکورہ بالا بحث میں بیان شدہ اور اس بحث میں بیان نہ ہو سکنے والے سینکڑوں، ہزاروں فوائد کے حصول کے لیے قرآن پڑھنا کا پڑھنا اور قرآنی کلمات و آیات میں غور و خوض انتہائی ضروری ہے۔ خداوند تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن کے مطالعہ اور قرآن میں تامل و تدبر کا مشتاق بنائے (آمین!)

حوالہ جات

1۔ اس حوالے سے ادارہ نمت کی طرف سے شائع کردہ کتاب "قرآن اور نفسیاتی دباؤ" کا مطالعہ کریں۔

2۔ الکافی، الشیخ الکلینی، ج ۲، ص ۵۹۹۔

3۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۱۰۹۔

4۔ عیون الحکم والمواعظ، ص ۳۲۹۔

5۔ اس حوالے سے نور معرفت کے جلد ۱، شمارہ ۳؛ جلد ۲ شمارہ ۱؛ اور جلد ۳، شمارہ ۱ ملاحظہ ہوں۔

6۔ الکافی، ج ۱، ص ۲۶۶۔

7۔ نہج البلاغہ، ج ۲، ص ۹۱۔

8۔ الکافی، ج ۱، ص ۶۲؛ وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۱۵۳۔

9۔ ایہا الناس! قد کثرت علینا الکذابۃ فمن کذب علی متعمدا فلیتبواء مقعدہ من النار فای حدیث ذکر مخالف لکتاب اللہ فلاتاخذوا بہ فلیس منا (رسالۃ فی المہر، الشیخ مفید، ص ۲۸۔)

10۔ التفسیر الصافی، فیض کاشانی، ج ۱، ص ۷۵۔

11۔ الکافی، ج ۱، ص ۲۲۶